قد افلح المؤمنون ه الذین ہم فی صلاتہم خاشعون

نماز کے اندر فلاحیت و خاشعیت کیلئے نص مذکورہ دلیل ہے

حضرت مجدد الف ثالث مولانا سید احمد بریلویؒ کی تقریر دلپذیر

جس کا نام

# انوار الصلوٰۃ

مرتبہ

محمد یسین الہ آبادی

عام مسلمان بھائیوں کے نفع کیلئے محبی و مخلصی مولوی محمد احمد صاحب

و عزیزی عبد الوحید سلمہ نے

مطبع اسرار کریمی شہر الہ آباد میں طبع کرایا

۱۹۴۹ء

قیمت [illegible]

تعداد ۱۰۰۰

# انوارالصلوٰۃ

## مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت جدی مولانا شاہ رحیم بخش گوہانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قلمی کتابوں میں ایک تقریر دلپذیر قدوۃ العارفین مجدد الملۃ والدین حضرت مولانا سید احمد بریلویؒ کی نظر سے گذری جو طریقہ نماز اور ساتھ ہی سورہ فاتحہ قل ہو اللہ شریف کے تفسیر کے متعلق تھی جس کو قطب وقت حضرت مولانا شاہ عبدالحی صاحب دہلویؒ نے قلمبند فرمایا تھا۔ اس مقدس تقریر میں جو جاذبیت ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس پر عمل کی توفیق سے کیا کچھ نہ ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔ اللہ اللہ کیا سیدھی سادی زبان ہے جس کے حرف حرف سے اخلاص وخشیت وعظمت حق تعالیٰ مترشح ہے نہ تکلف ہے نہ بناوٹ۔ بس ایک ہی ذات ہے جس کی حمد وکبریائی میں زبان مصروف قلب مشغول اپنے عبدیت وتذلل کا اظہار اغیار کا وسوسہ نہ جانب کا خیال۔ سبحان اللہ کیا نماز ہے اور کیا حال۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کی پوری مثال جی چاہا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے اس لطیف تقریر کو پیش کروں ممکن ہے کہ اس سے بہت سے برادران اسلام نفع حاصل کریں اور اس ناکارہ کو اور اس کے معاونین کو دعا سے یاد کریں۔

یہ بات البتہ یاد رکھنا چاہئے کہ نماز میں ایسا استغراق یا کیفیت جس سے یکسوئی اس طرح کی حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خیال ہی نہ آوے یہ محض فضل حق ہے لیکن اس کا انسان مکلف نہیں مکلف صرف اس کا ہے کہ فرائض وواجبات وغیرہ کو پوری طرح اطمینان اور خشوع سے ادا کرے دل کو حاضر رکھنے کی کوشش کرے اگر دوسرا کوئی دنیاوی خیال

اُدے پھر اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ کرے گو اس طرح کا مجاہدہ پوری نماز میں ہوتا رہے وہ نماز کامل ہے ذرہ برابر بھی اس میں نقص نہیں دل میں قصداً خیال لانا اور اس کا قائم رکھنا کمال نماز کے منافی ہے نہ کہ خیال آنا جو اضطراری ہے اس میں اختیار کو کوئی دخل نہیں یہ ہرگز کمال نماز کے منافی نہیں۔ جو لوگ اس ہوس میں ہیں کہ واہ جب نماز میں دوسرا خیال آگیا تو وہ نماز کیا ہوئی۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب یہ سراسر کید نفس ہے اور نماز نہ پڑھنے کا ایک بہانہ۔ اوپر کی عربی عبارت کو بعض لوگوں نے حدیث کے نام سے مشہور کر رکھا ہے۔ ان الفاظ کو حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاننا صحیح نہیں۔ ہاں مضمون اس معنے کر صحیح ہے کہ خشوع و حضور قلب اختیاری مطلوب ہے اور جس حضوری کے ہوس میں ہے اول تو اس کا حصول اختیاری نہیں دوسرے یکسوئی تام کا طریقہ بھی یہی ہے اول اسی طرح کوشش کیجاوے پھر رفتہ رفتہ یکسوئی کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ‌ ‌ ‌ ‌ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

محبت انتہا میں مشکلیں آسان کرتی ہے ‌ ‌ ‌ ‌ مگر اس فتنہ گر کی ابتدا مشکل سے ہوتی ہے

مگر ان سب مجاہدات کا مقصد خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی و تعمیل حکم ہو لذت و مزہ محویت و استغراق وغیرہ کیلئے اس قسم کی کوشش خواہ نماز میں ہو یا ذکر اللہ وغیرہ میں ایک طرح کا شرک ہے کیونکہ یہ طالب لذت وغیرہ کا ہے اللہ تعالیٰ کے مرضیات میں لگے رہنے کا قدرداں نہیں نہ اسکا حقیقی طالب

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب ‌ ‌ ‌ ‌ کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

میل من سوے وصال و قصد او سوئے فراق ‌ ‌ ‌ ‌ ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

میں نے یہ تحقیق اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے جنکا وطن شریف تھانہ بھون تھا حضرت رح کے ملفوظات و مواعظ حسنہ میں اس کی اور بھی جابجا تفصیل ہے۔

چونکہ گل رفت و گلستاں درگذشت ‌ ‌ ‌ ‌ نشنوی زاں پس ز بلبل سرگذشت

اس تقریر لطیف کا میں نے نوار الصلوٰۃ نام رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں اور میرے لئے اور اسکے معاونین خاص محبی مولوی محمد احمد صاحب و عزیزی عبدالمجید سلمہ کیلئے ذریعہ نجات بنادیں۔ والسلام

محمد یسین مقیم حال محلہ سلطانپور بہادر ۱۱۷۳ الہ آباد۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

# انوار الصّلوٰۃ

## تقریر دلپذیر حضرت سید صاحب بریلوی

### متعلق بہ حقیقت صلوٰۃ

### بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہان کی نعمت پا دیں اور اُس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اُٹھا دیں پس درود اُس نبی مختار اور اُس کے آل اطہار اور اصحاب کبار پہ ہو جیو کہ جس نے بشر کو ضلالت اور گمراہی سے باز رکھا اور علما فضلا کو زیور علم و دانش سے آراستہ کیا پیچھے حمد خدا اور نعت رسول کے ارباب دانش پر ظاہر ہو جیو کہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اُس کی صفات جانے

اور اُس کے حکم معلوم کرے اور مرضی نامرضی اُس کی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں اور جو بندگی بجا نہ لاوے بندہ نہیں اور بڑی بندگی نماز ہے کہ بدون اس کے کوئی بندگی قبول نہیں کیونکہ سِراسب بندگیوں اور بُرے کاموں سے بچنے کا یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہیں نہ درخت نہ عمارات نہ پرند نہ حیوانات نہ حشرات نہ زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت اور عمارات کی قیام اور پرند اور حیوانات کی رکوع اور تمام حشرات کی سجود اور زمین اور پہاڑ کی قعود اور ستاروں اور آسمان کی حرکت اور ارواح اور فرشتوں کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت اور تلاوت قرآن اور ذکر دعا اور اس انسان کو کہ خاص چیلا سرکاری ہے ساری خوبیاں تھوڑے عرصہ میں مرحمت فرمائیں اور خلیفہ کرکے سب پر اُس کو حکم دیا جس نے فرماں برداری کی اور حکم بجالایا اس کا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جس نے نافرمانی کی اور اُس پر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور اُلٹے پانو دوزخ میں گرا اور جاننا چاہیئے کہ جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اُس کو ثواب ایسا ملتا ہے جیسا زکوٰۃ اور حج اور روزے اور جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا خدا کی بندگی کے واسطے کرے بجائے زکوٰۃ کے ہے اور رُخ ہونا طرف کعبے کے حج ہے تکبیر تحریمہ

بجائے احرام کے اور منہ طرف قبلہ کے کرنا بجائے طواف کے اور کھڑا ہونا بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجدہ واسطے کعبتین مانند دوڑنے درمیان صفا مروہ کے اور موقوف کرنا کھانا پینا بجائے روزے کے ہے اس لئے کہ صوم بند کرنا نفس کا ہے اور بند کرنے سے نفس کے ایک ساعت بھی اُس کی خواہشوں سے ایک صورت صوم کی ہو جاتی ہے بلکہ بہ نسبت روزے کے ایک طور سے زیادہ بند کرنا ہے اس واسطے کہ توجہ ظاہری اور باطنی طرف غیر کے کرنا نہیں چاہیے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت میں ڈالنا نفس کا اُس کی سنتوں کے اوقات میں نماز اُسکے واسطے جہاد ہے لیکن نماز میں حضوری[1] دل کی شرط ہے کہ بدون اسکے نماز پوری نہیں لکھی جاتی بلکہ کبھی آدھی کبھی تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ یا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں یا دسواں اس واسطے ہے کہ ہر رکن نماز میں اتنا ٹھہرے کہ کوئی لحظ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپ کو سامنے اپنے رب کے جانے اور اُس کو متوجہ حال اپنے کا

---

[1] اس کی تحقیق مندرجہ رسالہ ہذا میں ہے۔ محمد یٰسین

سمجھے اور جون سی سورت پڑھے مضمون اسی سورت کا خیال کرے
اگر مقام عتاب اور غصے کا ہے خوف کرے اور پناہ چاہے اور جو مقام
رحمت اور عنایت کا ہے اس کو خدا سے طلب کرے اور سوا اس کے
اور بھی باتیں ہیں کہ وے واسطے خاص کے ہیں نہ واسطے عام کے اور
حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہیں اور تاثیر دل کی بدون دانست
معانی الفاظ کے حاصل نہیں اسی واسطے جو کچھ نماز میں ہے معنی اس
کے ہندی زبان میں محاورے کے موافق لکھے ہیں اکثر غریب لوگ
جو ان معنوں سے مطلق بے خبر ہیں سمجھ کے حضور دل سے نماز گزاریں
اور بہت سی حلاوت پاویں اور ایک فائدہ اور ہے اگر معنی الفاظ
کے جانیں تو سب بُرے کاموں سے کہ جن سے نقصان ایمان کا ہے
بچیں اور معلوم کریں کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اسی پر
قائم رہیں اور ہر ایک طالب ایمان کو لائق ہے کہ حقیقت نماز کی
اس طور پر جانے کہ حضرت حق نے مجھ کو تمام پیدائش میں بہتر پیدا
کر کے بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن
مطلق دیا ہے اور محتاج اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا
نقیب کا نہیں کیا اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا اور
جاننا چاہئے کہ ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہنا اور وعدہ سخت عذاب کا

سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے پس اسی طرح عظمت نماز کی
خوب سمجھ کر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہووین
بجالاوے پہلے طہارت اور پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور جو حاجت
نہانے کی ہو غسل کرے جیسا کہ کوئی جب بادشاہ کے دربار کے جانے کا
ارادہ کرتا ہے پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہن کے جاتا ہے بعد
اس کے منھ طرف کعبے کے کھڑا ہو کر کرے ف سر اُس میں یہ ہے
کہ کعبہ ناف زمین ہے اور تمام زمین اُسی سے پھیلائی گئی ہے اور
پیدائش جسم آدمی کی ناک سے ہے جب ظاہر جسم اپنے کو طرف اس کی
اصل کے متوجہ کیا باطن کو بھی یعنی روح کو طرف اس کی اصل کے
یعنی حق تعالیٰ جو پیدا کرنے والا اُس کا ہے متوجہ کیا چاہئے اور ہمیشہ
اوقات پنجگانہ نماز بلاشبہہ وقت دربار اور حضور کا جان کر حاجات
اپنی عرض کرے اب بیان نماز کا اور معنی الفاظ کے مثال پر سمجھے
مثلاً جس وقت کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دل
میں مقرر کر کے حاضر دربار خاص کا ہو اور نہایت تعظیم اور عقیدہ
درست اور نیت خالص سے روبرو اُس بادشاہ عالی جاہ کے کھڑا
ہو کر اور رُخ التفات کا اور طرف سے ہٹا کر کہے اللہ اکبر اللہ بہت
بڑا ہے ف تو اسی وقت بادشاہ عالی جاہ اپنے بندے کے قصد

اور ارادے پر مطلع ہو کے عنایت خاص مرحمت فرماتا ہے۔
**ف** اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا تکبیر میں دست بردار ہونا دونوں جہان سے ہے **ف** نیت اور تکبیر فرض ہے بعد اُس کے دعاء استفتاح ہے اور اس میں تعظیم اور توحید ہے وہ یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا تیرے **ف** یہ دعا سنت ہے کہ جس قدر کلام تعظیم اور توحید کے اُس بندے کی زبان سے صادر ہوتے ہیں عنایت شاہی اس پر دوچند نازل ہوتی ہے ایسے وقت نزول رحمت الٰہی کے خیال سے کہ حضور بادشاہ کا میسر ہے دل اپنا حاضر کر کے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلے عرض سے مضمون دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دل میں لاوے اور زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان پھٹکارے سے حاصل اُس کا راندے گئے سے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ہے

**ف** یہ شروع ہوا عرضداشت کا اور عرضداشت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝ سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک انصاف کے دن کا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ چلا ہم کو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝ نہ انکی جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کی یہ عرضداشت اللہ صاحب نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ جس وقت جی چاہے اس طرح کہا کریں بعد اس کے آمین کہنا یعنی عرض ہماری قبول کر سنت ہے اور یہ لفظ قرآن کا نہیں بالاتفاق اور نماز میں اُس کے ساتھ ایک سورہ اور ملاوے۔

**ف** پڑھنا سورۂ فاتحہ کا اور ملانا ایک اور سورے کا واجب ہے اور پڑھنا اعوذ اور بسم اللہ کا سنت ہے اور اس مقام پر سورۂ اخلاص یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ لکھی جاتی ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ عوام الناس نماز میں بیشتر اسی کو پڑھتے ہیں دوسرے یہ کہ توحید اور صمدیت اللہ کی اور بےچونی اور بڑائی اس کی اس سورہ میں باختصار خوب ہے اس واسطے کہ حکم اُس کا اس طرح نازل ہوا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تو کہہ اللہ ایک ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ

اللہ پاک ہے یعنی کھانا پینا کچھ نہیں صَمَد اس کو کہتے ہیں جو خود کسی کا محتاج
نہ ہو اور اسی کے سب محتاج ہوں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ نہ کسی کو جنا اور نہ کسی
سے جنا گیا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور نہیں اس کے برابر کا کوئی اس عرض داشت
کے مضمون کو اس طرح سے سمجھے کہ جیسے کوئی مفلس سے مفلس تونگر سے
تونگر بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر اپنی عاجزی اور مفلسی اور
اس کی تونگری اور بڑائی بیان کرتا ہے اور بڑا امیدوار ہو کر کچھ مانگتا ہے
اور جس وقت وہ مفلس عنایت بے نہایت اس بادشاہ عالیجاہ کی معلوم
کرتا ہے بڑی تعظیم سے آرزو پابوسی کی کر کے جھکتا ہے اور کہتا ہے
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پاک ہے میرا صاحب بڑی عظمت والا **ف**
رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حضور میں بسبب عظمت کے پیٹھ
میری جھک گئی بعد اس تعظیم کے دعا ہے اس طرح پر کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ
حَمِدَہٗ سنی اللہ نے اس کی بات جس نے سراہا اسے بعد دعا کے مدح
اور ثنا ہے کہ اسے کھڑا ہو کر کہے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا
طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی رَبُّنَا اے صاحب ہمارے تیری ہی
تعریف ہے بہت تعریف پاک جس میں خوبیاں ہیں ایسی تعریف کہ
جیسے دوست رکھے اور راضی ہو ہمارا صاحب **ف** یہ کھڑا ہونا پیچھے
رکوع کے دلالت ہے اس پر کہ اس عاجزی پر میں مستقیم ہوا یہ کھڑا

ہونا واجب ہے شبہہ والے کو چاہئے کہ درمختار اور کتابیں مثل کنز اور وقایہ کو دیکھے علم کے بجائے قول صحیح پر یہ دعا بڑھنی سنت ہے اور جاننا چاہئے کہ اب وقت پابوسی کا ہے سجدہ کیجئے اور کہئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا صاحب بہت اونچا رکوع اور سجود میں بقدر ایک تسبیح کے ٹھہرنا فرض ہے اور تین بار تسبیح کہنا سنت ہے لیکن مضمون اس مدح اور ثنا کا موافق اپنے حوصلے کے سمجھنا بہت ضروری ہے کہ بعد تعظیم کے پھر کھڑا ہونا اور مدح اور ثنا کا عرض کرنا اور پورا سنبھل کر زمین پر سر رکھنا سنت ہے **ف** جاننا چاہئے کہ رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے اس سے بندے کو معلوم ہوا کہ بندہ پر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام بزرگ میں بدون طلب اور اجازت کسی نقیب چوبدار کے تجھ کو دخل ہوا اسی واسطے بہت سی تعریف کرتا ہے اور پیشانی اپنی خاک پر رکھتا ہے اور بار بار کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور جاننا چاہئے کہ سجدہ مقام نہایت قربت اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے یہ بندہ مارے ہیبت کے بعض مضمون جو نہیں کہنے آیا اسی واسطے حکم ہوا کہ ایک دم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے یہ مضمون ہے جلسے کا اور جلسے میں یہ الفاظ کہنے نہایت خوب ہیں اور سنت ہیں حدیث صحیح میں آئے ہیں وہ یہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ اے اللہ بخش مجھے اور رحم کر مجھ پر اور راہ بتا مجھے اور سرفراز کر مجھے اور نقصان میرا دور کر جلسے اور قومے میں سوا ان دو دعاؤں کے اور بھی صحیح حدیثوں میں منقول ہے لیکن حنفی مذہب میں ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ دعائیں اگر نفل نماز کے قومے اور جلسے میں پڑھے تو سنت ہے اس لئے کہ فرض نماز میں ان دعاؤں کا پڑھنا سنت نہیں ہے مگر قومے میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ فرض نماز میں بھی سنت ہے پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین پر سر رکھے اور کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور جاننا چاہئے کہ جس وقت رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے اس اللہ اکبر کے مضمون کو اسی طرح سمجھے کہ ایک بار اول میں سمجھا تھا **ف** جس وقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات اور تسبیح موافق اپنے حوصلے کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹھنا سامنے اپنے بادشاہ عالی جاہ کے ترک ادب ہے لیکن مضمون اس کا مثال پر اس طرح سمجھے کہ یہ بیٹھنا روبرو اپنے صاحب کے اس واسطے ہے کہ مثلاً جس وقت صاحب پانو اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ خدمت پابوسی کی اُس پر لازم ہے بجا لاوے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لیکن اس مقام کو بھی عبادت سے خالی نہیں رکھا جیسے کہ تحفہ درود اور سلام کا اور پڑھنا التشہد کا مقرر ہے

اس طرح پر اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْ
یعنی سب بندگیاں ۔ بان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی
اور سب بندگیاں ال پاک کی سلام تم پر اے نبی اور مہر اللہ کی اور
خوبیاں اُس کی سلام ہم پر اور جتنے بندے اللہ کے اچھے ہیں سب پر
گواہ ہوں اس بات کا کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے اور گواہ ہوں
میں اس کا کہ محمد بندہ اس کا ہے اور رسول اس کا پڑھنا التحیات کا
قعدے پہلے اور دوسرے میں واجب ہے اور بیٹھنا قعدے پچھلے میں
بقدر پڑھنے التحیات کے فرض ہے اور مضمون قعدے آخر کا اسطرح
سمجھے کہ یہ وقت دربار کے رخصت کا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کرکے باہر آ
چاہئے اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اُس دربار کے صاحب کا یہ ہے کہ اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ بعد اس کے سلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر ہے اس طرح کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور اپنے
واسطے اور سب بندوں کے واسطے اس طرح ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ بعد اُس کے تشہد ہے اور تشہد کہتے ہیں گواہی
دینے کو وہ یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ جاننا چاہئے کہ یہ گواہی توحید کی ہے کہ خدا کو ایک جانے اور اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس کا بندہ جانے اور رسول اس کا پہچانے اور معلوم کرے کہ ایسے ہی مضمون کو زبان پر لانے اور دل میں یقین کرنے سے مسلمان ہوا ہے اور نماز فرض ہوئی اور اسی پر ختم ہوئی اور معلوم رکھے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے تکرار اُسی مضمون کی اول آخر آیا کرتی ہے اسواسطے پہلے تکبیر تحریمہ سے کہ قصد حاضر ہونے دربار خاص کا کرتے ہیں اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ پڑھتے ہیں یعنی میں نے منہ کیا اس کی طرف کہ جس نے زمین اور آسمان بنائے ایک طرف کا ہو رہا اور میں شرک نہیں کرتا اور اندر نماز کے بھی یہ مضمون بہت ہے جیسے کہ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ موجود ہے اور جس وقت دربار سے رخصت ہووے تو یہی عہد و پیمان کر اٹھے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بعد اس کے درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ الٰہی رحمت خاص بھیج اوپر محمد کے اور آل محمد کے جیسے رحمت خاص بھیجی تو نے اوپر ابراہیم کے اور آل ابراہیم کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگی والا ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ الٰہی برکت بھیج اوپر محمد کے
اور آل محمد کے جیسے کہ برکت بھیجی تو نے اوپر ابراہیم کے اور آل ابراہیم
کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگ۔ اب ادب کے ساتھ نماز سے باہر آنا
چاہیئے باہر آنا نماز سے فرض ہے اور تحیہ مسنون نماز سے باہر آنے کا
شرع میں یہ ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ منفرد کو چاہیئے کہ
وقت سلام کے فرشتوں کراماً کاتبین کی جو اُس کے داہنے اور بائیں
ہیں نیت کرے اور مقتدی جو امام کے پیچھے برابر ہے امام اور
داہنے طرف والے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور اسی طرح
بائیں طرف کے سلام میں امام اور بائیں مقتدی اور فرشتوں کی نیت
کرے اور جو مقتدی کہ امام کے داہنے ہے داہنے سلام میں مقتدی اور
فرشتوں کی جو اس سے داہنے ہیں نیت کرے اور بائیں سلام میں امام
اور مقتدی اور فرشتوں کے جو اس کے بائیں طرف ہیں نیت کرے
اسی طرح جو مقتدی کہ امام کے بائیں ہے اور جو مقتدی کہ داہنے
طرف کنارے صف کے ہے داہنے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے
اور بائیں سلام میں امام اور مقتدی اور فرشتوں کی اور مقتدی بائیں
طرف کے کنارے والا علیٰ ہذا القیاس اس کے بعد ایک دعا پڑھنی سنت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۞ یا اللہ تو ہی ہے سلام اور تجھی سے ہے سلام اور برکت والا ہے تو ای صاحب بزرگی اور بخشش کے

حدیث کی صحیح روایتوں میں یہ دعا اس ہی قدر مذکور ہے جاننا چاہئے جو بندہ پانچ وقت بیچ دربار ایسے بادشاہ عالیجاہ کے بے منت اور احسان کسی دوسرے کے حاضر ہو کے سرفراز ہوا تو پھر لازم ہے کہ جو اپنے مالک کے سامنے اقرار کر آیا اس پر قائم رہے یہ نہیں کہ پانچ وقت پروردگار کے سامنے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہہ آوے بعد اُس کے کسی اور کو پوجے اور وقت مصیبت کے کسی اور کو پکارے اور مدد چاہے اور لازم ہے کہ جو خدا سے دعا کرے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تو اُس کو تحقیق کرے کہ صراط مستقیم کی راہ رضامندی حق تبارک تعالیٰ کی ہے کیا ہے اور کمال شفقت سے اس بندے کے واسطے پروردگار نے تین رکعت نماز وتر مقرر فرمائی ہے کہ جس کے ادا کرنے سے بندہ اپنے خالق کے سامنے عزیز ہوتا ہے اور نماز وتر واجب ہے اوپر قول صحیح کے اور دعا قنوت پڑھنا تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قرأت کے پیچھے واجب ہے وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ

وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ
الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ
يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ
اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے اور
بخشش چاہتے ہیں ہم تجھ سے اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ تیرے اور بھروسہ
کرتے ہیں ہم اوپر تیرے اور تعریف کرتے ہیں ہم تیری اور شکر کرتے ہیں
ہم تیرا اور نہیں انکار کرتے ہم تیرا اور دور کرتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں
ہم اس کسی کو جو نافرمانی کرے تیری اے اللہ تجھی کو پوجتے ہیں ہم اور
تیری ہی نماز پڑھتے ہیں ہم اور سجدہ کرتے ہیں ہم اور تیری ہی طرف دوڑتے
ہیں ہم اور خدمت کو حاضر ہوتے ہیں ہم اور امید رکھتے ہیں تیری مہربانی
کی اور ڈرتے ہیں ہم عذاب تیرے سے مقرر عذاب تیرا منکروں کو
لگنے والا ہے اب بندے مومن کو چاہئے کہ اپنے دل کی طرف ذرا
انصاف سے رجوع کرے کہ یہ سب اقرار جو ایسے حضور کے وقت
میں سامنے اپنے مالک کے کرے اور موافق اس اقرار کے عمل میں
نہ لاوے پھر روز جزا کے کون سا منھ لگا کے اُس قہار کے سامنے
جاوے گا ایمان نام فقط اقرار ہی کا نہیں ہے بلکہ اقرار ساتھ یقین

کے چاہیئے کہ تم اُس کا عمل ہے اور عوام جو اس بات سے بے خبر ہیں خواص کو واجب ہے کہ اُن کو آگاہ کریں کہ جو منھ سے اقرار کریں اُس کو عمل میں لاویں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ فاتحہ اس سورے میں اللہ نے دعا کی طرح تبلائی اور اللہ کے تبلائے برابر کسی کا بتلایا نہیں ہوتا اس واسطے یہ سورت بڑی بزرگی رکھتی ہے اور دعا میں دستور یوں ہے ہر کوئی جانے ہے کہ باوجودیکہ سب آدمی محتاج ہیں بے مقدور ہیں پر سوال کرتے ہیں جو آدمی سخی کریم باہمت اور بامقدور ہوتا ہے اسی سے مانگتے ہیں جتنا تفاوت آدمیوں میں اوصاف سے ہوتا ہے اتنا ہی سوال کرنے میں فرق پڑتا ہے جس میں سخاوت نہ ہو اُس سے نہیں مانگتے اور سخاوت ہو پر ترش روئی بھی ہو اُس سے بھی مانگنے میں پرہیز کرتے ہیں اور جو ترش رو بھی نہ ہو بہت خلیق ہو پر دینے کے پیچھے اترا وے جتلا وے منت رکھے اُس سے بھی مانگنا اچھے آدمیوں کو سخت بھاری ہوتا ہے اور جو بے مقدور ہو تو اُس سے مانگنا ہی نہیں ہوسکتا اور جتنے یہ اوصاف بہ کمال ہوں اُتنا مانگنا اُس سے خوب ہوتا ہے یہاں تک کہ مانگنا عزت ہو جاتا ہے جب کوئی بڑا ہی کریم باہمت پرلے درجے کا سخی ہو کہ وہ اپنی خوبیوں کے سبب مانگنے

والے کا ہر طرح پاس کرے اُس سے مانگنا عزت ہو جاتی ہے اور سوال کرنے میں آدمی اوّل وہ صفتیں اور خوبیاں بیان کرتا ہے کہ جس سے سوال رد نہ ہو اور ایسا کہتا ہے کہ جس سے سوال کرے وہ بھی مان لے اور اقرار کرے کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں اور تیرا کہنا سچ ہے تو بھی دل کے اعتقاد سے کہتا ہے جب یہ سب ہو کر سوال ہوتا ہے تو ہرگز وہ سوال رد نہیں ہوتا بلکہ سوال کرنا واجب ضرور ہو جاتا ہے ایسے سخی کریم سے اور اُس سے ملنا بھی ایسا یقین ہوتا ہے جیسا اپنے ہاتھ میں لے لیا جب آدمی کا احوال معلوم کرے کہ آدمیوں میں ایسا ہو پھر اللہ کی ذات پاک کو جس کی تمثیل نہیں ہو سکتی سمجھے اور مالک خالق اور مخلوق کا فرق بوجھے کہ جب بندہ مخلوق ایسا ہو تو وہ مالک خالق کس درجے میں ان خوبیوں کے ہے اُن خوبیوں کو سچے دل سے سمجھ کر کہے ایسا کہ اودھر سے جواب پاوے کہ سچ یوں ہی ہے اور تیرا کہنا سچا ٹھیک ہے پھر اس کے پیچھے سوال ضروری ہے اور اس کا رد نہیں ہونا لابد ہے قبول ہونا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال اس سورے میں اپنے بندوں کو تعلیم فرمایا تاکہ حضور دل سے سمجھ کر ایسا کہیں کہ جواب پاویں اور سوال کریں اور ایسی صفتیں اللہ کی بیان کریں کہ دل میں تہ نشین ہو جاویں کہ ایسے اوصاف والے کی درگاہ میں ہرگز سوال رد نہیں اُن

وصفوں میں پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام خوبیاں
اُسی کی ہیں غیر کی نہیں فی الحقیقت وہی ہے خوبیوں والا اس میں سب
خوبیاں آگئیں پھر اُس کے پیچھے کئی خاص وصفوں کو بیان کیا کہ جن سے
بندے کے دل میں حضوری اور بڑی محبت بہت چمک جاوے اور سوال
کی تمہید جیسی چاہئے ویسے ہی دل میں مضبوط ہو یہ اُس کو ہے جو سمجھ کر کہے
اور جو غفلت کرے وہ اُس نعمت سے رہ جاوے حاصل اتنا ہے کہ
سوال مانگنا ایسا ہو کہ ضرور قبول ہو جاوے خوبیوں کے بیان کرنے
سے اور مالک کے اقرار سے کہ ہاں ایسا ہی ہوں جیسا تو کہتا ہے کیا بڑا
اس کا کرم ہے کہ اُس نے آپ ہی بندوں کو سکھلایا کہ کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
سب حمد اللہ ہی کو ہے حمد کہتے ہیں نیکی اور تعریف خوب کرنے کو مسلمان
آدمی جب اس کو کہیں تب چاہئے کہ اُس کو تحقیق اسی طور پر سمجھ لیں
اور اللہ کے سامنے اپنے اس مضمون کو کہ جسے منہ سے مجمل کہا ہے
مفصل سمجھیں اور دل میں یقین لاکر اللہ کے حضور اس مفصل کو اپنے
اعتقاد بموجب اثبات پہنچادیں اور اثبات کرنے کی طرح دل میں یہ
ہے کہ جس کی تعریف کو خیال کرے سمجھے کہ اللہ ہی کی فی الحقیقت یہ
تعریف ہے مثال اُس کی جیسا کسی خوب صورت کو جو بڑے درجے کا
خوبصورت ہو دیکھے اور اس کے حسن کی تعریف کرے تو غور کرے

کہ اُس کی تعریف جو میں کرتا ہوں اُس کا حُسن اس کے قابو کا نہیں
اوراس نے اپنا حسن آپ نہیں کرلیا یہ اللہ نے اپنے کرم سے بنایا وہ اس کا
خالق ہے فی الواقع حسن کا مالک وہی ہے اور تعریف اُسی کی چاہئے
اس آدمی کی تعریف کرنی ایک طرح کی غفلت ہے ہرچند درست
ہے اور اسی طور پر حسن کے تعریف کسی چیز پر ہووے سخاوت
یا شجاعت پر سب میں یہی بات سمجھے کہ اللہ ہی کی یہ چیز ہے تو
اللہ کی تعریف کا لحاظ کرے کہ کیا بے شمار ہیں اور جس بندے میں کوئی وصف
ہے سو وہ اُسی کی ایک ادنیٰ بخشش ہے کہ اسی نے اپنے بندے کو
ایک تعریف کی چیز دی ہے رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پرورش کرنے والا ہے
سارے جہانوں کا سوا خدا تعالیٰ کے جو چیز کسی عالم میں ہے سب کی
پرورش وہی کرتا ہے پرورش کچھ کھانے پینے ہی پر موقوف
نہیں کھانا پینا بھی ایک پرورش ہے فرشتوں کی پرورش یہ ہے کہ
اللہ ان پر ایسی عنایت فرماتا ہے کہ جس سے ان کا کمال بڑھ جاوے
اور خوشی زیادہ حاصل ہو سو پرورش سے وہ بھی خالی نہیں جیسے کوئی
کسی آدمی کو ایسا خوش کرے یا اُس پر مہربانی فرمائے کہ وہ آدمی
اس کے سبب تازہ فربہ ہو جاوے یہ کھانا دینے سے بہتر ہے
اور بڑی پرورش ہے اللہ کی عنایت اسی طور پر ہوتی ہے فرشتوں کی

پرورش یونہی کرتا ہے رب العالمین کا وصف بڑا وصف ہے کیونکہ وہ پرورش کرتا ہے تمام جہانوں کی کہ جن کا کچھ پایاں نہیں دوست دشمن بھلے برے کو بہتوں کو بغیر سوال کے پالتا ہے جو ایسا رب ہو تو وہ البتہ سوال قبول کرتا ہے **ف** جب مسلمان اللہ کے سامنے کھڑا ہوکر اُس کی تعریف ایسی کرے کہ اُسے دل سے سمجھے اور ٹھیک جانے کہ اسی طور پر ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں فی الحقیقت وہ ایسا ہی ہے تو اللہ اس پر متوجہ ہوکر اُس کا جواب آپ ارشاد فرماتا ہے کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں اور اُس بندے کو بھی جتاتا ہے اس جواب پر ہر ایک بندہ اپنے مرتبے کے موافق یا کلام سنتا ہے یا اُسے الہام ہوتا ہے یا دل کو تسکین اور قرار اور خوشی اللہ کے متوجہ ہوتی ہے اور قبول کرنے کو حضور دل سے سمجھ کے سوال کرنے کے سبب یہ بات ہوتی ہے اس میں تفاوت نہیں ہوتا ۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت رحم والا ہمیشہ رحم کرتا ہے جو شخص کہ رحم اور پرورش کرتا ہے اگر اس سے ہر کوئی وقت بے وقت مانگے تو گھبرا جاتا ہے اور کبھی کبھی خفا ہوکر سخت کہنے لگتا ہے اور جھنجلاتا ہے اللہ کا ایسا رحم بہت اور ہمیشہ ہے کہ اُس کو کبھی مانگنے اور پرورش کرنے سے خفگی اور جھنجلاہٹ نہیں آتی جتنا کوئی مانگے وہ اتنا خوش ہو اسی لئے اُس نے

۲ الرحمٰن الرحیم فرمایا مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے جزا کے دن کا جزا کا
دن قیامت ہے اور اللہ کی مالکیت ہمیشہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت
میں بھی مگران دونوں میں اتنا فرق ہے کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک
کہلاتے ہیں گو وہ مالکیت عاریت اور ناپائدار ہے کیونکہ اصل مالک اللہ
ہی ہے لیکن قیامت میں یہ عاریت کی مالکیت بھی اُٹھ جاوے گی
جیسے کوئی شخص کہ کسی زمیندار کی زمین میں رہتا ہو اور اُس کا رعیتی ہو
اور وہ شخص اُس زمیندار کی غائبانہ باقی رعیت کے سامنے اپنے تئیں
اس زمین کا مالک کہتا ہو تو وہ شخص جب زمیندار کے سامنے جاویگا
تب آپ کو ہرگز مالک نہ کہے گا اور وہ زمین اپنی نہ بتا دے گا بلکہ
اُس زمیندار کے روبرو یوں کہے گا کہ میرا جان اور مال اور جورو اور
لڑکے سب تمہارے ہی ہیں اور یہی حال ہو گا اُس زمیندار کا وہاں
کے راجہ کے سامنے اور اُس راجہ کا کسی نواب کے روبرو اور
اُس نواب کا کسی بادشاہ کے سامنے قیامت کو سب کا حال اس سے
زیادہ ہو گا مالک حقیقی کے سامنے سو اس طرح اللہ کی مالکیت اور
بادشاہی اُس دن آشکارا ہو گی اور سب پر کھلے گی سب اسکی مالکیت
کا اقرار کریں گے کیونکہ اس کے حضور ہوں گے اور ہر بات پر اللہ کی
طرف سے جواب ہوتا ہے جیسا اس کا بیان پہلے لکھا گیا۔ جب یہ

تعریف اور خوبیاں اللہ کی کرے تو اللہ سے اُس کو جو معاملہ ہے سو
کہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ تجھ کو پوجتے ہیں ہم یعنی عبادت نری اللہ کی ہے
عبادت اصل میں تعظیم کا نام ہے تعظیم کی دو طرح ہیں ایک وہ کہ اللہ
نے خاص اپنے واسطے مقرر کی جیسے نماز روزہ حج نماز کسی کے لئے
پڑھے روزہ کسی کے واسطے نہ رکھے سوا خدا کے اور جو کوئی سوا خدا
کے اور کے واسطے کچھ بھی کرے شرک ہوتا ہے اور اُس کے سوا تعظیم
کرے تو اُس کو بھی اللہ کے واسطے ایک طرح خاص جانے کہ اللہ کے حکم
سے کرتا ہوں ماں باپ کی تعظیم اور خدمت سب اللہ کے حکم سے بجا
لاوے کہ اللہ کی مرضی ہے اس واسطے کرتا ہوں اس وجہ سے ساری
تعظیم کی صورتیں اللہ کی ہو جاتی ہیں خاص کر وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور تجھی
سے اعانت چاہتے ہیں ہم اعانت کا بھی حال عبادت کا سا ہے ایک
اعانت وہ ہے کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے رزق اولاد بزرگی
مانگنی کسی سے یہ چیزیں مانگنی نہیں درست ہے اور کسی کے اختیار میں
یہ چیزیں نہیں اور ایک اعانت ایسی ہے کہ ظاہر ایک آدمی دوسرے
سے چاہتا ہے جیسے پانی مانگنا کھانا پکوانا اس کو بھی اللہ کا حکم جانے
تو یہ بھی استعانت اللہ سے ہے کہ اللہ کے مرضی مطابق ہم اعانت
چاہتے ہیں وہ بھی اللہ کی اعانت ہے جیسے کوئی امیر کہہ دے کہ

پانی میرے خدمتگاروں سے مانگ لیجیو اور کھانا اُن سے پکوا لیجیو
پھر اُن خدمتگاروں سے یہ کام لینے اُس امر کی اعانت ہے اسی
طرح اگر ایک بادشاہ نے فرمایا ہو کہ میرے فلانے غلام کی ایسی تعظیم
کیجیو اُس غلام کی تعظیم بادشاہ کی تعظیم ہے اس وجہ سے عبادت
بہ معنی تعظیم کے اور اعانت خاص خدا کے لئے سمجھے تو اس کہنے
والے کا ایسا حال ہو جاتا ہے جیسے کسی کا غلام کہ ہرگز اور در پر
نہیں جاتا اور کسی سے کچھ نہیں مانگتا کہ بھوک تکلیف سے مرے
پر اُس در سے نہ ٹلے اور ثنا صفت اپنے مالک کی کرے ایسے
غلام پر کیسا ہی مالک سنگدل بخیل ہو اُس کے دل کو بھی جوش اور
رحم آجاتا ہے اگر کہیں سے اُس مالک کو نہ میسر آوے تو ایسے غلام
کے لئے چاہتا ہے کہ کسی سے مانگ ہی دوں جب اللہ کی ثنا صفت
کرکے بندہ یہ کہتا ہے کہ تیری تعظیم کرتا ہوں تجھی سے مدد چاہتا
ہوں اور اس کو دل میں جا پہنچتا ہے کہ یونہی ہے اور اللہ اس کے
مطابق اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کا سچا ہونا فرماتا ہے جیسے
پہلے بیان گذرا تو خود اللہ اس بندے کی طرف بڑا فضل کرتا ہے
اور جس میں اُس کی خوبی اور کمال ہو وہ اب عنایت فرماتا ہے
پھر اُٹھتے ہی اپنے کرم سے بتلایا کہ مجھ سے مانگا کرو یہ سب

مضمون کہ کر کہ ایسے مضمون کے پیچھے ایسے سائل کی دعا اور سوال
کوئی نہیں رد کرتا ہے خدا کے کرم کا تو کچھ پایاں نہیں وہ کبھل رد
کرے گا اور وہ دعا یہ بتلائی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بتلا ہم کو
راہ سیدھی صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے اللہ کی رضا سمجھنا چاہئے اور چیز اس مقام
پر سمجھنی لائق نہیں اس واسطے کہ جو کوئی کچھ مانگے کتنا ہی خوب سے خوب
مانگے اللہ کے خزانوں میں ہزار چند اس سے بہتر ہو سکتا ہے مثلاً کوئی
اللہ سے مانگے ایسی بہت اس طرح کی حوریں مجھے ملیں اور اُن حوروں کے
بیان میں خوبیاں اس کے خیال میں گذریں بلکہ جو ساری مخلوق کے
خیال میں گذریں وہ سب کے اور اس کے سوال کے مطابق اللہ تعالے
عنایت فرما دے پھر اللہ اپنی قدرت سے ایسی حور پیدا کرے کہ
یہ حوریں جو اس کے مانگنے کے موافق ملیں اس حور کے آگے لونڈی
ہی ہو جاویں اس واسطے اچھا سوال یہی ہے کہ اس کی رضا مانگے
اپنی تجویز نہ کیجئے اس کی رضا سے جو ہوگا سو خوب ہوگا اور اپنی تجویز
بہت بہتر سے بہتر بھی کبھی پشیمانی اور پچھتانا ہے جب اپنی تجویز
سے بہتر چیز اللہ پیدا کرتا ہے اور نظر آتی ہے اس وقت اُس
تجویز کرنے والے کو پشیمانی آتی ہے کہ میں نے اپنی تجویز سے
زیادہ کیوں نہ مانگا اس لئے اصل مانگنا اُس کی رضا کا ہے جب

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے بندے سے راضی ہوچکا ہے
اور جوگمان و خیال سے باہر ہو وہ بخشتا ہے اور دیتا ہے اور اسکی
ذات کا یہی تقاضا ہے اور رضا اُس کی بے پایاں ہے ہمارے
پیغمبر کو اللہ نے وہ چیزیں دیں کہ کسی مخلوق کو نہ ملیں کیا کچھ کمال
اور خوبیاں بخشیں پر اللہ کی رضا ایسی بے شمار ہے کہ مانگنا اور
اهدنا الصراط المستقیم کنا نماز میں ہمیشہ موقوف نہ ہوا مدت العمر یہی
حکم رہا کہ ہمیشہ صراط المستقیم مانگا کریں اور رضا خدا کی ہر اچھے
کام پر ہوتی ہے اور اچھا کام کبھی بروں سے بھی ہو جاتا ہے جیسے
عدالت انصاف کسی بابت میں کبھی کوئی کافر بھی کرتا ہے اور
بعضے کافر محتاجوں کو دیتے ہیں مال خرچ کرتے ہیں اور نہیں جگہوں
میں جہاں خرچ کرنا اچھا ہے ایسی باتوں سے اور کاموں سے
اللہ راضی ہوتا ہے پر یہ رضا کچھ کام نہ آوے گی دنیا میں
اللہ چاہے بدلا دے پر آخرت میں اُن کو کچھ فائدہ نہیں ہے جب
اللہ کی رضا کہ بعضے اچھے کام کہ بروں سے ہوتے ہیں ان پر بھی
ہووے ہے تو اس واسطے صراط المستقیم کا بیان بتلایا کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ راہ ان کی جن پر فضل کیا تو نے وہ لوگ پیغمبر
اور صدیق اور شہدا اور صالح ہیں حاصل یہ ہوا کہ اپنی وہ رضا ہمیں دے

جو ایسے لوگوں کو دی نہ ویسی رضا کہ جیسے کسی اچھے کام پر بعضے بڑے لوگوں کو ہو جاتی ہے کہ ان پر غصے بھی ہوتا ہے ان کی برائیوں سے اسی واسطے فرمایا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ نہ دے کہ جن پہ غصہ کیا جیسے گنہ گار فاسق کہ خدا کے غضب میں ہیں ہر چند کوئی کام ان سے اچھا بھی ہو جاوے کہ اللہ اس سے راضی ہو۔ وَلَا الضَّالِّيْنَ اور نہ گمراہ یعنی کافر ہر چند ان سے بھی کبھی کوئی کام اللہ کے رضامندی کا ہو جاوے پر ان کی راہ بھی ہرگز نہیں مانگتا ان کے نصیب وہ رضامندی نہیں کہ جو آخرت میں فائدہ دے۔ تمام شد

---

الحمد للہ کہ تفسیر الحمد کی ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین امام العارفین سید المسلمین قدوۃ السالکین پیر و مرشد حضرت سید احمد صاحب نے نفع پہنچائے اللہ ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو ان کی بقا سے اور زاید کرے فیض اور ارشاد ان کا آپ اپنی زبان فیض و ہدایت ترجمان سے فرما کے جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولانا عبد الحی صاحب دام فیضہ سے تحریر کروائی اور حقیقت صلوۃ کی جو بیان نماز پنجگانہ ہے اور کئی فائدوں کے ساتھ جسے ایک فاضل کامل نے حضرت پیر و مرشد کے مریدوں میں سے حضرت

کی زبان اقدس سے سن کے ہندی زبان میں لکھا سنہ اہتمام سے حاجی پیر خاں اور وارثعلی کی جناب مولوی محمد علی صاحب کی تصحیح سے مولوی بدر علی صاحب کے چھاپے خانے میں خاص و عام کے فائدے کے لئے چھاپا اگر عالی ہمت کسی مقام پر عبارت محاورے کے مخالف پاویں تو زبان طعنے کی دراز نہ کریں کیونکہ مقصود چھاپنے سے محض خیر خواہی جماعت مسلمین کی اور بہتری خواص و عوام مومنین کی ہے نہ آرایش الفاظ کی لہذا جو قلمی مولوی صاحب ممدوح کا تھا اگرچہ بعض مقام پر خلاف محاورہ ہووے۔ جمادی الآخر کی انیسویں تاریخ بروز یکشنبہ (۱۲۴۱ھ) میں علے مہاجرہا الصلوٰۃ والسلام طبع ہوا

تمام شد

انتباہ:- یہ ۱۲۴۱ھ تخمیناً لکھا گیا ہے محمد یٰسین عفی عنہ

٭ یہ نسخہ مولوی بدر علی صاحب کے چھاپے خانے کی قلمی نقل ہے جواب دوبارہ چھاپا جا رہا ہے۔ اصل مطبوعہ کتاب نہیں ہے۔

محمد یٰسین

27.01.2017